۷۸۶

ہفتخوانِ اردو

اردو ادب کی منظوم تاریخ

جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ زبانِ اردو نے ارتقائی منازل کیونکر طے کیے

مصنفّہ

لسان القوم مولانا صفی لکھنوی

مطبوعہ ادبی پریس لاٹوش روڈ لکھنؤ

۱۹۳۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوانِ اوّل

بارآورِ قلبی نخل کی ڈالی اُردو! \
مادرِ ہند کے آغوش کی پالی اُردو!

اُردوِ شاہجہانی میں ہوئی تو پیدا \
نام اسی سے تو ہے اُردوئے معلی تیرا

مشترک ہندو مسلم کا ہے تو سرمایہ \
ہند کی کوئی زباں تیرے نہیں ہمپایہ

رہروؤں کے لئے اک مسلکِ ہموار ہے تو \
فطرتاً صلح پسند اور ملنسار ہے تو

بڑھ کے تو غیروں کو اپنے میں ملا لیتی ہے \
وسعتِ خلق سے پہلو میں جگہ دیتی ہے

جو ملا تجھ سے گیا بھول وہ گھر کا رستہ \
واقعہ ہے یہ کوئی راز نہیں سربستہ

شیوۂ خاص ہے یہ عام پسندی تیری \
ہمہ گیری کا ثبوت یہ حوصلہ مندی تیری

ریختہ السنۂ مختلفہ کا تو ہے \
برج بھاشا کا سا انداز بھی خوبو ہے

گردشِ چرخ مبارک وہ گھڑی لائی تھی \
مادرِ ہند کے جب پیٹ میں تو آئی تھی

غالباً عہد تھا سلطان شہابُ الدّین کا \
ہند میں آگئے جب ایران سے اکثر شعرا

اِس قلمرو میں جو رائج تھی زبانِ بھاشا \
ان سے بھی کھنچتے رہتے تھے گمانِ بھاشا

اور اسی طرح سے اکثر شعرائے وطنی \
کرتے تھے فارسی الفاظ میں شکّر شکنی

لہ سنہ ۱۱۹۱ء سے اُردو کی تخم ریزی شروع ہوئی۔

مثلاً چند کہ شاعر وہ اسی دیس کا تھا | اُس کی نظموں میں جھلکتا ہے یہی رنگ ادا
فارسی لفظوں کا ہندی میں ہوا سطح ورود | دودھ میں جیسے کہ ہوں قند کے ٹکڑے موجود
وہ زمانہ تھا کہ جب رائے پتھورا کو شکست | دے گئے غوری نے کیا ہند میں خود بندوبست
بعد ازاں دورِ حکومت میں غیاث الدین کے | ہندیت فارسیت دونوں میں پیوند بڑھے
گر اسی تازہ زباں یعنی اسی ریختے میں | گیت کی ٹھمریوں کی ہونے لگیں تصنیفیں
رفتہ رفتہ یہ ترقی ہوئی حیرت انگیز | طوطیٔ ہند نے کی پہلے پہل اِس میں ریز
وہ تغزل تھا بہ اندازِ دوگونہ دیکھو | دیکھو اُس ریختے کا ہے یہ نمونہ دیکھو

غزل حضرت امیر خسرو دہلوی در ریختہ

زحالِ مسکیں مکن تغافل دورائے نیناں بنائے بتیاں | کہ تابِ ہجراں ندارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں
شبانِ ہجراں دراز چوں زلف و روزِ وصلت چو عمر کوتاہ | سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں | کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں
چو شمع سوزاں چو ذرہ حیراں ز مہرِ آں مہ بگشتم آخر | نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آویں نہ بھیجیں پتیاں

بحقِ روزِ وصالِ دلبر کہ داد مارا فریب خسرو
سپیت من کے درائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کے کھتیاں

اخوانِ دوم

حکمراں ہند میں تھا جب کہ محمد تغلق | شہرِ بابا ب میں پیدا ہوا کچھ اور عمق
دولت آباد کو دہلی سے گیا جمِ غفیر | ریختے میں دکنی مل گئے الفاظِ کثیر
لوگ دہلی میں پلٹ کر جو کبھی آتے تھے | دکنی شعر وہاں کی سوغات یہاں لاتے تھے
حسن و اشرف و جعفر شعرائے دکنی | احمد و ہاشم و خوشنودی و فضلی لطفی

۵۱ سنہ ۱۱۵۳ء ۵۲ سنہ ۱۱۹۳ء ۵۳ عہد غیاث الدین بلبن ۱۲۶۶ء ۵۴ سنہ ۱۳۲۵ء

ہاتفیؔ بھی ہیں اِسی طرح عزیز اللہ بھی / مثلِ سعدیؔ دکن گذرے ہیں جو قبلِ ولیؔ
جزو وہی درج ہیں فہرست میں جتنے شاعر / شاعری کے ہیں یاں اُن سب کی نمونے حاضر

شعر حسن دکنی

جب سے سفر پیا نے کیا تب سے غریب آوارہ ہوں / یا بیگ پی آیا کریں یا مجکو لیں بلوائے کر

شعر اشرف دکنی

پیا بن مجے یہ سین بیراگ بجایا ہے جو ہونی ہو سو ہو جائے / بھبوت اب جگ گیا کا رنگ لایا ہے جو ہونی ہو سو ہو جائے

شعر جعفر دکنی

غمزاں سے دیکھو شوخ مجے مار کر چلے / مجروح تسپہ راہ کی ٹھار کر چلے

اشعار احمد دکنی

گر بچۂ زاغ کسی در زیر سیمرغ نہند / از اصل خود نباید بوں آخر کلیلا ہوئے پر
گر طفلکے بازیگرے خوانندہ و عالم شود / اصلیکہ دارد کے رود آخر نبوراہوئے پر
گر بچۂ شیرے کسے باشیر رو بہ پرورد / مردی کہ دارد کے رود آخر بگیلا ہوئے پر

شعر ہاشم دکنی

دکھن اور ہند کے دلبر ہیں سبے بے حجاب اچھے / کہ مکھڑے چاند سے پر خط کے پیچ و تاب اچھے

شعر خوشنودی دکنی

سب رین جاگے سیج پر تو بھی سجن آیا نہیں / چھپ چھپ کے دیکھی بات میں درشن کو دکھلایا نہیں

شعر فضلی دکنی

رکھوں دل موہن سجان جان تصدق تجھ پہ کرنے کو / کیا سب تن کوں میں درشن پیا جیوں درشن نہ پائے ہوں

شعر لطفی دکنی

میں عشق کی گلی میں گیا گل پڑا تھا تس پر / جو بین کا ماتا آ کر مجکو کھند ل گیا ہے

شعر ہاتفی دکنی

تیری انکھاں کی زلف سے کافر ہوا سارا جہاں / اسلام اور تقوی کہاں نفاد اور مسلمانی کدھر

شعر عزیز اللہ دکنی

مجھ پنجاں میں کیا سکت مجبور جو ولیاں کی صفت / عاجز عزیز اللہ اپر دو کچھ کہے سب پیراں مدد

اشعار سعدی دکنی

قشقہ جو دیکھا پر خت گفتم کہ یہ کیا دیت ہے / گفتا کہ دریو باورے اس شہر کی یہ ریت ہے
ہنا تمن کو دل دیا تم دل لیا اور دکھ دیا / ہم یہ کیا تم وہ کیا ایسی بھلی یہ پیت ہے
سعدی اگر گفتہ ریختہ در ریختہ در ریختہ / شیر و شکر آمیختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے

خوان سوم

عہد تک اکبرؒ اعظم کے یہی حال رہا / جس افق پر تھا وہیں نیرِ اقبال رہا
واقعہ ہے نہ فقط نقلِ سماعی سنیے / آئیے اکبرِ اعظم کی رباعی سنیے

پوچھے جو گھڑی مجھ سے براہِ عادت / تو وصل کو ساعت کی نہیں کچھ حاجت
ہو جاتی ہے ملنے سے مبارک ساعت / ساعت کا بہانہ نہیں خوش ہر ساعت

گذرے ہیں عہدِ جہانگیرؒ میں منشی شوقی / گو کہ ہندو تھے نہ تھی ریختے سے بے ذوقی
دیکھیے بحرِ رجز میں یہ انھیں کی ہے غزل / عربی، فارسی، ہندی کلمے دست و بغل

غزل منشی پیارے لال شوقی

جن پیم رس چاکھا نہیں امرت پیا تو کیا ہوا / جن عشق میں سر نا دیا جوجگ جیا تو کیا ہوا
تعویذ اور طومار میں ساری عمر ضائع کیتی / سیکھے مگر علمے گتی ملا ہوا تو کیا ہوا

ط سنہ ۱۶۰۵ء تا سنہ ۱۶۲۷ء

جوگی و جنگم سیوڑا رنگ لال کپڑے بھر کے
واقف نہیں اس حال سے کپڑا رنگا تو کیا ہوا

جیو میں نہیں پی کا درد بیٹھا مشائخ ہوئے گر
من کا رہٹ پھرتا نہیں سمرن کیا تو کیا ہوا

جب عشق کے دریاؤ میں ہوتا نہیں غرقاب میاں
گنگا بنارس دوارکا نگھٹ پھرا تو کیا ہوا

مارگ سبی سب چھوڑ کر دل تن سے تیں خلوت پکڑ
شوقی پیارے لال بن سب سیں ملا تو کیا ہوا

خوانِ چہارم

سالِ ہجری تھا صفی اکبر[1] ار اٹھاون ۱۰۵۳ھ
سکۂ شاہجہانی کا ہوا جبکہ چلن

یعنی اُردو کا ہوا خطۂ دہلی میں رواج
روزمرہ میں زبانوں کی بنی یہ سرتاج

بعد ازاں فطرت و آشید و قبول و بیدل
فارسی کے جو سخنور تھے نہایت کامل

ریختے میں بھی کہا کرتے تھے اشعار اکثر
ہوتے تھے دامنِ اُردو پہ گہربار اکثر

یعنی اُس وقت بھی جب دور تھا عالمگیری[2]
حیرت انگیز تھا اس کا عملِ تسخیری

فارسی گویوں کے موجود ہیں اُردو اشعار
دیکھو اُس شعر میں اُردو کی دل آویز بہار

شعر میرزا معز فطرت ایرانی

از زلفِ سیاہ تو بدل دوم پڑی ہے
در گلشنِ آئینہ گھٹا جوم پڑی ہے

شعر قزلباش خان اُمّید

باسن کی بیتی ایک مری آنکھ مون پڑی
گالی دیا و غصہ کیا اور دگر لڑی

شعر مرزا عبد الغنی بیگ قبول

دل یوں خیالِ زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن
تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

[1] مطابق سنہ ۱۶۴۳ء [2] سنہ ۱۶۷۵ء

اشعار مرزا عبد القادر بیدل

مت پوچھ دل کی باتیں وہ دل کہاں ہے ہم میں
اس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم میں
جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا
پردے سے یار بولا بیدل کہاں ہے ہم میں

خیابانِ پنجم

گیارہ سو گنے ذرا گنیے اگر پینتیس ۱۱۳۵ھ[۱]
ترجمہ نثر میں ملجائے بہ اردوئے سلیس
نثر مشہور جو ہے نام ہے دہ مجلس کے
یہ وہی نثر ہے فضلی ہیں مصنف جس کے
یہی گویا نثرِ پیشِ رس اردو ہے
جنبشِ اوّلِ موجِ نفسِ اردو ہے
سنیے اب نظم بھی وہ دورِ محمد شاہی
وہ ولی دکنی شاعرِ آصف جاہی
عہد میں اپنے یگانہ غزلِ اردو میں
بلکہ اُستادِ زمانہ غزلِ اردو میں
جس نے دیوان مرتب کیا اول اول
اُسی نوج شعرا کے ہیں یہ اشعارِ غزل

غزل ولی دکنی

Wali

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا
ہے مطالعہ مطلعِ انوار کا
یاد کرنا ہر گھڑی تجھ یار کا
ہے وظیفہ مجھ دلِ بیمار کا
آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں
تشنہ لب ہوں شربتِ دیدار کا
عاقبت ہووے گا کیا معلوم نہیں
دل ہوا ہے مبتلا دیدار کا
بلبل و پروانہ کرنا دل کے تئیں
کام تھا تجھ چہرۂ گلنار کا
کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر
حرف حرف اس مخزنِ اسرار کا
گر ہوا ہے طالبِ آزادگی
بند مت ہو سبحہ و زنار کا

[۱] مطابق سنہ ۱۷۲۳ء و سنہ ۱۷۲۴ء

مسندِ گل منزلِ شبنم ہوئی — دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

اے ولی ہونا سرِ جن پر نثار
مدعا ہے چشم گوہر بار کا

6th ۔۔۔۔ خوانِ ششم ۔۔۔۔ 6th

گذرے ہیں بعد ولی اور بھی اکثر شعرا
جو گنے جاتے ہیں اردو میں بدیل گُلا

تذکروں میں ہے کمالات کا جن کے مذکور
گوہرِ نظم سے گنجینۂ اردو معمور

میر و سودا کا یہاں تک کہ زمانہ آیا
ہاتھ اردو کے گرانقدر خزانہ آیا

بدلا غالب نے پھر اندازِ بیانِ اردو
صاف کی آتش و ناسخ نے زبانِ اردو

اپنی قسمت پہ نہیں نازش اردو بیجا
کہ ہوا اسمیں انیس ایسا سخنور پیدا

حق تو یہ ہے کہ قیامت تک انھیں کے اشعار
جانِ اردو ہیں فصاحت کے لئے ہیں معیار

صحنِ عالم میں نہیں کوئی زباں بے مرکز
دہلی و لکھنو اردو کے لئے تھے مرکز

کمپنی کی جو حکومت کا ہوا دور یہاں
ٹھہری اردو ہے معلیٰ ہی عدالت کی زباں

کام تصنیف کتب کا ہوا جاری اس میں
بڑھ بھی جادو رقمی سحر نگاری اس میں

نکلے اخبار بھی ناول بھی ہوئے پھر تحریر
ہر جگہ ہوتی تھی اردو ہی میں اکثر تقریر

انگریزی پہ مگر تھا جو زمانہ مائل
وہ بھی آخر بضرورت ہوئی اسمیں شامل

بعد ازاں ملک میں رائج ہوئیں قسمیں نظمیں
اک اضافہ ہوا یوں بھی ادب اردو میں

ایک وہ دور تھا اور ایک ہے یہ دور افسوس
حالِ اردو پہ نہیں جب نظر غور افسوس

خوانِ ہفتم

عذر کے قبل کی تصنیف ہے گلزار نسیم — دیکھیے دل شعر تو کہدے کوئی اب وہ ہو کہ دم

سنہ ۱۸۳۵ء دفاتر سرکاری میں اردو آگئی سنہ ۱۸۳۶ء پہلا اردو اخبار دلّی سے جاری ہوا سنہ ۱۸۴۲ء میں سائنٹفک سوسائٹی [illegible] ترجمہ [illegible]

یہ تو ہم کورسوادوں کی لیاقت کا ہے حال
کہتے ہیں سُنکے مگر تذکرۂ اہلِ کمال

نہیں جی اُن سے تو ہم لوگ کہیں ہیں بڑھکر
شاعری کرتے ہیں گلزارِ دبستان پڑھکر

طوطیِ آئینۂ طبعِ خداداد ہیں ہم
وضعِ ترکیب میں غالب کے بھی اُستاد ہیں ہم

کون ضائع کرے اِن باتوں میں اپنی اوقات
فاعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلاتن۔ فعلات

انگریزی کی طرف دل کو جو رغبت ہے زیاد
کی ہے کچھ لوگوں نے یورشین اردو ایجاد

انگریزی کو کھپاتے ہیں بعینہ اس طرح
گفتگو کرتے ہیں اُردو میں فرنگی جس طرح

صرفِ بازیچۂ طفلاں صفتِ گُل اُردو
ہے ترقی کے عوض روبہ تنزل اُردو

تانتا ہے کوئی بیدرد کوئی ٹھونستا ہے
دیوبانی کوئی۔ کوئی عربی ٹھونستا ہے

فارسی رنگ میں دیتا ہے کوئی ڈوب اس کو
کیا آشفتہ خیالوں نے پُر آشوب اس کو

منچلوں نے پے تخریب کمر باندھی ہے
نقش اُردو کے مٹانے میں ہراک آندھی ہے

کوئی بنتا ہے خداء خالقِ جذبات کوئی
آدمیت سے تو کرتا ہی نہیں بات کوئی

گو کسی کو بھی نہیں مشقِ سخن گوئی کچھ
کوئی کچھ کوئی ہے کچھ کوئی ہے کچھ کوئی کچھ

آجکل فرض سمجھتے ہیں سخن سنج اصحاب
نام کے ساتھ ہو خود ساختہ ایک ایک خطاب

اپنی دانست میں جتنے بھی سخن گستر ہیں
نثر میں نظم میں غالب سے کہیں بہتر ہیں

ہاتھ میں سب کے ہے اُردوے معلّیٰ کا فتراک
منھ میں رکھتے ہیں زباں اسلیئے ہیں اہلِ زباں

کوئی مقیاس معیّن ہے نہ کوئی معیار
صاحبِ طرز ہے ہر ایک پریشاں گفتار

بے تمیزی کا یہ طوفان جہاں برپا ہو
کہئیے اُس ملک میں اُردو کو ترقی کیا ہو

ورنہ ہندی ہی زباں کا ہے یہ اُردو جوہر
راب کے گھونٹے کے [illegible] کو جس طرح بناتے ہیں شکر

اس دل آویز زباں کے کلمات و امثال
دونوں قوموں کے قدیمانہ مراسم یہ ہیں ڈال

ہندوؤں اور مسلمانوں کا ہے فرض یہی
مل کے اُردو کو بنائیں وہ زبانِ ملکی

اسکی اصلاح میں دونوں ہوں جو جان سے شریک
بگڑے جو وقت زباں ملکے بنائیں آ کے ٹھیک

ملک میں ہندی و اردو کی لڑائی کیسی
بہنیں بہنیں ہیں یہ اپنی وہ پرائی کیسی

دونوں مل جل کے رہیں خون کریں کیوں پانی
اس سے کیا اگر کوئی شہری ہے کوئی دہقانی

ہم مذاقی کی جھلک دونوں کے افعال میں ہے
ہے جو کچھ فرق تو چہرے کے خط و خال میں ہے

بحث بے سود ہے یہ حرف ہو وہ حرف نہ ہو
حرف کوئی ہو مگر وقت بہت صرف نہ ہو

وسنی داتہ میں جب اردو سے ہیں اکثر بیزار
قابلِ دید ہیں حکمت و نظم کے اشعار

دیکھو افسانہ نویسی میں پریمی انداز
شستہ و رفتہ زباں جس پہ زمانے کو ہے ناز

کثرت اردو عربی کی ہے نہ ایرانی کی
پھر عبث شاخ لگاتے ہیں مسلمانی کی

قابل الذکر ہے اب ہمت سرکارِ نظام
واقعاً آصفِ سابع نے کیا ہے کیا کام

یعنی اردو کی زباں ہوگی زبانِ علمی
اس کبادے کو بنائیں گے کانِ علمی

بعض ہندی کو بناتے ہیں زبانِ علمی
اس ذخیرے سے بھی اردو کو مدد پہنچے گی

کیونکہ ہم لوگ تعصب سے اگر کام نہ لیں
ہندی اردو کی رقابت کا کبھی نام نہ لیں

دیس کی دونوں زبانیں ہیں کوئی فرق نہیں
کیوں جلیں ان سے یہ شعلہ نہیں وہ برق نہیں

متحد ہو کے یہ دونوں ہیں اسی طرح جدا
بہہ نکلتا ہے کسی جھیل سے جیسے دریا

ہوں گی سیراب زمینیں بہ طفیلِ اردو
خس و خاشاک سے رکتی نہیں سیلِ اردو

قطعۂ مدحیہ

صاف دھوئی ہوئی کوثر کی زبانِ اردو
بحر مواج ہے یا طبع روانِ اردو

منتخب ہوئے ہیں کچھ غیر مقامات کے بھی
جن سے آراستہ اس وقت ہے خوانِ اردو

مختلف رنگ کے پھولوں کا سمجھیے اسے شہد
جس سے خوش ذائقہ ہے کام و دہانِ اردو